AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 3, No.2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

THE POSITION AND STATUS OF HAFIZ MAZHAR ALI MAZHAR IN THE TRADITION OF URDU NAAT

باقر علی شاہ
پی ایچ ڈی اردو اسکالر، لاہور لیڈز یونی ورسٹی، لاہور
ڈاکٹر مرغوب حسین طاہر
اسسٹنٹ پروفیسر، لاہور لیڈز یونی ورسٹی، لاہور

Baqir Ali Shah
PhD Urdu Scholar, Lahore Leeds University, Lahore
Dr. Marghub Hussain Tahir
Assistant Professor, Lahore Leeds University, Lahore

ABSTRACT:

Hafiz Mazhar Ali Mazhar Mazhar was a great and distinguished figure of Urdu Naat literature. His entire life was spent in the promotion of love for the Prophet Muhammad (PBUH), religious thought and spiritual values. He was not only a poet of Naat but also a high-ranking writer, columnist and thinker. Allah Almighty had blessed him with such talents that he dedicated his pen life to Naat-e-Rasul (PBUH). Devotion, love, passion and spirituality are prominently visible in his poetry. This is why he is counted among the important and respected poets of Urdu Naat.

Key words: Urdu Naat, prominently visible, Naat-e-Rasul (PBUH), Hafiz Mazhar Ali Mazhar Mazhar,

حافظ مظہر الدین مظہرؔ کا شمار اُردو ادب کے ممتاز نعت گو شعرا میں ہوتا ہے۔ آپ ممتاز کالم نگار، نامور ادیب اور نظم گو بھی تھے۔ ترانے لکھے تو ایسے کہ قومی ترانوں کا روپ دھار گئے۔ علمی و فکری کالم لکھے تو بے شمار الحاد پرستوں کے دلوں کے زنگ دھو ڈالے مگر تمام فکری اور نظریاتی جہتوں پر کام کرنے کے باوجود انہوں نے نعت مصطفیٰ کے کوچہ نور سے ایک لحظہ کو بھی دوری اختیار نہیں کی۔ انہوں نے دوسری اصناف سخن سے کنارہ کشی کر کے اپنی تمام تر فکری و فنی صلاحیتیں تخلیق نعت کے لیے وقف کر دیں۔ نعت گوئی ان کے قلم کی عبادت ہے۔

آپ 1914ء میں بمقام ستکوہا امر تسر نزد قادیان (ہندوستان) آرائیں خاندان کے ایک زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام محمد مظہر الدین اور ادبی نام مظہر الدین مظہرؔ ہے جب کہ شعری تخلص مظہرؔ تھا۔ قران مجید حفظ کرنے کی وجہ سے حافظ کہلائے۔ آپ کے والد کا نام مولانا نواب الدین رام داسی تھا۔ جن کا شمار بڑے علمائے دین میں ہوتا ہے۔ حافظ مظہر الدین کی ولادت سے قبل آپ امر تسر سے ہجرت کر کے موضع ستکوہا میں آباد ہوئے۔

آپ کو بچپن میں ریاست پٹیالہ قرآن مجید حفظ کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد اور مشہور نعت گو شاعر امیر مینائی کے شاگرد صوفی عبد الرزاق رامپوری سے حاصل کی۔ کچھ عرصہ علی پور شریف (ضلع سیالکوٹ) اور دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی۔ تکمیل درسیات کے لیے ابوالبرکات سید احمد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علوم اسلامیہ کی تکمیل پر دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے سند فراغت حاصل کی۔ عربی، فارسی اور دینیات کی ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا نواب الدین چشتی اور مقامی علما سے حاصل کی۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اُصول فقہ اور عربی علوم میں مہارت حاصل کی۔ اُردو زبان و ادب سے خصوصی شغف رہا۔ علم عروض، بیان اور بدیع پر خصوصی توجہ دی۔ معروف شاعر علامہ سیماب اکبر آبادی سے شعری اصلاح لی جس سے آپ کی شاعری فنی اعتبار سے نکھر گئی۔ علامہ محمد شہزاد مجددی آپ کی تعلیم کے متعلق رقم طراز ہیں۔

Vol. 3, No.2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

"ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جب آپ کے والد رام داس ضلع امرتسر آئے تو یہاں کی مقامی درس گاہ میں آپ نے داخلہ لیا۔ڈیڑھ سال بعد حضرت پیر جماعت علی شاہ کے قائم کردہ مدرسہ نقشبندیہ میں داخلہ لیا۔جو علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں اب بھی موجود ہے۔حفظ قرآن کی نعمت آپ نے پٹیالہ کے ایک معزز و متمول خاندان کی سلمیٰ نامی خاتون کے زیر نگرانی حاصل کی"۔(1)

حافظ مظہر الدین مظہرؔ شکل وصورت کے اعتبار سے نہایت خوبصورت تھے۔سرخ و سفید رنگ اور میانہ قد تھے۔سفر و حضر میں اپنے والد کے ساتھ رہ کر مدتوں درس عشق رسولؐ لیتے رہے۔آپ ایک باوقار باعمل اور باکردار شخصیت کے حامل تھے۔وہ نہ صرف حافظ قرآن تھے بلکہ قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرنے والے انسان بھی تھے۔دینداری اور تقوی آپ کا نمایاں وصف تھاہر کام میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے تھے اسی لیے ہجرت کے کٹھن مرحلے میں بھی آپ کا ایمان متزلزل نہیں ہوا۔آپ نرم گفتار،خوش اخلاق اور بردبار انسان تھے۔قناعت اور سادگی آپ کا نمایاں وصف تھا۔آپ شاعر،ادیب اور عالم بھی تھے۔آپ کی گفتگو زبان سے نسبتاً کم اور آنسوؤں سے زیادہ ہوتی تھی۔امین راحت چغتائی کہتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ تیس سال تک رہاجب بھی آپ مشاعرہ پڑھتے تھے تو محفل لوٹ لیا کرتے تھے ۔امین راحت چغتائی آپ کی شخصیت کا تعارف ان الفاظ میں کراتے ہیں۔

"جاذب نظر خدوخال، نشیلی آنکھیں، گھٹے ہوئے جسم پر شیروانی ڈالے سیاہ جناح کیپ زیب سر کیے جب مشاعرے میں مائیک پر آتے تو ان کی پُر کشش شخصیت اور پاٹ دار آواز سامعین پر چھاجاتی اور پھر وہ جس شعر کے جس لفظ یا ترکیب پر جس طرح چاہتے داد پاتے"۔(2)

حافظ مظہر الدین مظہرؔ کی طبیعت میں درویشی رنگ ان کی شخصیت اور شاعری دونوں میں نمایاں نظر آتا ہے۔وہ باطنی سکون،سادگی اور قناعت کے قائل تھے۔وہ باطن کی اصلاح کو ظاہر پر ترجیح دیتے تھے۔دنیاوی نمود و نمائش اور شہرت سے گریز کرتے تھے۔آپ کے کلام میں تصوف،عاجزی اور خود احتسابی نمایاں نظر آتی ہے۔مظہرؔ درویشانہ طبیعت کی وجہ سے کسی کے آگے جھکنے کی بجائے فقر و استغنا میں وقار محسوس کرتے تھے۔مظہرؔ رقم طراز ہیں:

مظہر کی فقیری میں بھی ہے شان غنا کی
شاہانہ ہے انداز محمدؐ کے گدا کا
(3)

آپ کے ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو دل سے پیار کیا جائے۔اللہ تعالیٰ اینٹوں اور گارے کی بڑی بڑی عبادت گاہوں اور عمارتوں میں نہیں بستا بلکہ ٹوٹے ہوئے دلوں میں ملے گا۔صاحبزادہ محمد اویس مظہر آپ کی درویشی پر گفتگو کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"قبلہ حافظ مظہر الدین نے کبھی کوئی چیز حکومت سے نہیں لی اور نہ ہی حکمرانوں کے دروازے پر کبھی گئے ہیں۔ان کے نزدیک جو فقیر مراعات لینے حکمرانوں کے دروازے پر جائے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اصلیت کھو چکا ہے ایسے شخص کی صحبت فائدہ مند نہیں بلکہ ضرر رساں ہے"۔(4)

مظہرؔ کی شعر گوئی فطرت کی عطا کردہ صلاحیت، سچے جذبات اور زبان پر قدرت کا حسین امتزاج ہے۔آپ کے اشعار میں جذبے کی صداقت نمایاں ہے جو کچھ کہتے ہیں دل سے کہتے ہیں۔آپ کی شاعری میں عشق مصطفیٰؐ، تصوف اخلاقیات اور انسانی جذبات کا بیان نہایت متوازن انداز میں ملتا ہے۔آپ کے ہاں الفاظ بناوٹ کے بغیر خود بخود شعر کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔آپ کی شاعری میں تصنع کی بجائے فطری روانی، سلاست اور خلوص احساس نمایاں نظر آتا ہے۔آپ نے اپنے فن کا آغاز نثر سے کیا۔آپ کے تحریر کردہ کالم اخبارات کی زینت بنتے رہے۔مگر فطری رجحان شعر کی طرف تھا۔آپ اکثر تنہائی میں شعر گنگناتے رہتے اسی طرح اچھے اشعار کا وافر ذخیرہ آپ کے حافظے کی زینت بنتا چلا گیا۔آپ کے والد گرامی خود بھی شعر کہتے تھے۔انھیں تو نغمہ داؤدی ملا تھا۔حلقہ ذکر و فکر میں خود اشعار پڑھتے تھے اسی شعر و نغمہ کی فضا میں مظہرؔ نے آنکھ کھولی۔آپ کی شعر گوئی کا اندازہ ان اشعار سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 3, No.2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

تری نگاہ سے ذرے بھی مہر و ماہ بنے
گدائے بے سروساماں جہاں پناہ بنے

رہ مدینہ میں قدسی بھی ہیں جبیں فرسا
یہ آرزو ہے مری جاں بھی خاک راہ بنے
(5)

حافظ مظہر الدین مظہرؔ کا شمار ان چند شعراء میں ہوتا ہے جنھوں نے نعت کو محض جذباتی وابستگی کے اظہار تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے فکری، فنی اور روحانی اعتبار سے ایک باوقار صنف ادب کے طور پر مستحکم کیا۔ آپ کی شاعری عشق رسول اکرمؐ، ادب رسالتؐ، کلاسیکی روایت اور دینی شعور کا حسین امتزاج ہے۔ آپ نہ صرف ایک نمایاں شاعر ہیں بلکہ اہم نثر نگار بھی ہیں۔ آپ کی ادبی خصوصیات کا مطالعہ نہ صرف نعتیہ ادب بلکہ نغمہ گوئی اور کالم نگاری کے لیے بھی اہم ہے۔ آپ کی تمام اصناف انسانی جذبات و احساسات کے عمیق پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہیں۔ آپ کی خدمات ایک مخصوص دور کی عکاسی کرتی ہیں اور ان کا مطالعہ اس دور کی ثقافتی اور سماجی حقیقتوں کو سمجھنے میں معاون ہو سکتا ہے۔ آغاز میں آپ کا رجحان نغمہ گوئی، غزل گوئی اور کالم نگاری کی طرف رہا۔ لیکن جب نعت کی طرف آئے تو زندگی کا بقیہ حصہ نعت گوئی میں صرف کر دیا۔ آپ کی نعت وادی بطحا کی شاداب فضاؤں میں محو پرواز ہے۔

حافظ مظہر الدین مظہرؔ کی علمی و ادبی شخصیت کا ایک نہایت اہم پہلو ان کی تصانیف ہیں۔ جو ان کے فکری شعور، دینی وابستگی ور نعتیہ ذوق کی ترجمان ہیں۔ آپ کی تصانیف ادب کے میدان میں ایک مستند مقام رکھتی ہیں اور رسول اکرمؐ سے والہانہ عشق اور روحانی وابستگی کی ترجمانی کرتی ہیں۔ آپ کی تصانیف اُردو نعت کے فکری تسلسل میں اہم اضافہ شمار ہوتی ہیں۔ ذیل میں آپ کی معروف و دستیاب تصانیف کا تعارف پیش کیا جاتا ہے تاکہ آپ کی ادبی خدمات کا منظم اور جامع تعارف سامنے آ سکے۔

"کلیات مظہر"، حافظ مظہر الدین مظہرؔ کی شاعری کی وسیع جہت اور فکری وسعت کو ایک ہی مجموعے میں فراہم کرتا ہے اور نعتیہ کلام کے ساتھ ساتھ آپ کی غزل اور نظم کے شعری انداز کو بھی ایک جگہ پیش کرتا ہے۔ یہ مجموعہ 1168 صفحات پر مشتمل ہے جسے ارسلان احمد ارسل نے ارفع پبلشرز، اُردو بازار لاہور سے فروری2013ء میں شائع کرایا۔ یہ ایک جامع کلیات ہے جس میں ان کی مختلف اصناف شعری شامل ہیں ذیل میں اس میں شامل شعری تصانیف کی فہرست دی جاری ہے۔

1۔ نورونار (غزلیں)
2۔ شمشیر وسناں (نظمیں)
3۔ حرب وضرب (نظمیں)
4۔ تجلیات (نعتیہ مجموعہ)
5۔ جلوہ گاہ (نعتیہ مجموعہ)
6۔ باب جبریل (نعتیہ مجموعہ)
7۔ میزاب (نعتیہ مجموعہ)

ارسلان احمد ارسل نے اس مجموعہ کا انتساب اپنے والد گرامی پروفیسر محمد ریاض احمد شیخ اپنے دوست حافظ سلمان مرزا اور سید زیب مسعودؔ کے نام کیا ہے۔ پیش لفظ ارسلان احمد ارسل نے لکھا ہے اور دیباچہ کی تحریر پروفیسر انوار احمد زئی، ڈاکٹر عزیز احسن اور ڈاکٹر محمد اجمل نیازی نے لکھی۔ ڈاکٹر انور احمد ضیا کلیات مظہر کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

> "میں جناب ارسلان احمد ارسل کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ کلیات مظہر کے نام سے حافظ مظہر الدین مظہر صاحب کے تمام شعری مجموعوں کو یکجا کر کے نہ صرف حافظ صاحب کے کلام کی تفہیم نو کا سبب بن رہے ہیں بلکہ ایک اہم کام یہ کر رہے ہیں کہ حافظ صاحب کے کلام کو اگلی نسلوں تک منتقل کر رہے ہیں"۔(6)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 3, No.2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

"نورونار"، حافظ مظہر الدین مظہر کا ایک اہم غزلیہ مجموعہ ہے جس میں ان کی فکری بالیدگی، روحانی شعور اور صوفیانہ مزاج نہایت بلیغ اور موثر انداز میں جلوہ گر ہے۔ اس مجموعے میں شاعر نے نور اور نار کو محض لفظی تقابل کے طور پر نہیں بلکہ گہرے فکری و علامتی مفاہیم کے ساتھ برتا ہے۔ نور یہاں ایمان، عشق رسولؐ، باطنی پاکیزگی اور ہدایت کی علامت ہے جبکہ نار نفس، خواہش، آزمائش اور روحانی کشمکش کے استعارے کے طور پر سامنے آتی ہے۔ کلیات مظہر میں صفحہ 117 تا 194 مظہر کی غزلیں شامل کی گئی ہیں۔ آپ نے اپنی شاعری کا آغاز بھی غزل گوئی سے کیا تھا۔ آپ کا یہ مجموعہ 1947ء میں تیار ہوا لیکن والد گرامی کے انتقال اور تقسیم کی ہنگامی صورت حال کے باعث یہ شائع نہ ہو سکا۔ 2007ء میں آپ کے والد کے ایک عقیدت مند نذر صابری نے مرتضیٰ احمد خاں میکش کے دفتر سے نکال کر محفوظ کر لیا اور اسے کلیات میں پیش کر دیا گیا۔ اس کا پیش لفظ مولانا مرتضیٰ احمد میکش نے تحریر کیا ہے۔ اس کا دیباچہ نذر صابری نے سخن تازہ کے عنوان سے، غلام نصیر الدین نصیر گولڑوی نے بیاد حضرت حافظ مظہر الدین کے عنوان سے علامہ عبد العزیز خالد نے حافظ مظہر الدین کے عنوان سے تحریر کیا ہے۔ اس مجموعہ کی پہلی غزل والد ماجد کی یاد میں تحریر کی گئی ہے۔ یہ مجموعہ اڑتیس (38) غزلوں پر مشتمل ہے۔ کچھ اشعار متفرقات میں شامل کیے گئے ہیں اور مجموعہ کے اختتام پر فارسی کلام پیش کیا گیا ہے۔ اس مجموعہ میں آپ کا درویشانہ لہجہ عقیدت آمیز فکر اور اخلاقی و روحانی پیغام نمایاں طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ یہ غزلیں فنی اعتبار سے کلاسیکی اردو غزل کی روایت سے جڑی ہوئی ہیں تاہم موضوعاتی سطح پر ان میں تصوف، اصلاح نفس، باطنی تطہیر اور قوم سے خطاب جیسے عناصر نظر آتے ہیں۔ زبان سادہ، رواں اور اثر انگیز ہے۔ نورونار میں داخلی کرب، روحانی تڑپ اور حق کی جستجو بار بار ابھر کر سامنے آتی ہے۔ یہ مجموعہ محض جمالیاتی اظہار نہیں بلکہ ایک فکری و تربیتی پیغام بھی رکھتا ہے۔ اس مجموعہ کی یہ خصوصیت اسے عام غزلیہ مجموعوں سے ممتاز کرتی ہے۔ اس مجموعہ کے پیش لفظ میں مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش تحریر کرتے ہیں۔

> "عزیز مکرم حافظ مظہر الدین کا کلام "نورونار" کے عنوان سے چھپ پر سخن فہم اور ادب نواز حلقوں کے سامنے پیش ہو رہا ہے۔ مظہر ایک جوان عمر شاعر ہے لیکن ان کے کلام کی پختگی اور فکر کی گہرائی اس امر کا پتا دے رہی ہے کہ مظہر صاحب کی شاعری خیال آفرینی اور قافیہ پیمائی کی ابتدائی منزلوں سے گزر کر اس مقام بلند تک رسائی حاصل کر چکی ہے جہاں شاعر اپنی روح کے عمیق ترین احساسات سے دوچار ہوتا اور اپنی آواز کو فطرت کی پکار کے ساتھ ہم نوا بنانے کی کوشش کرتا ہے"۔(7)

"شمشیر وسناں"، حافظ مظہر الدین مظہرؔ کا ایک اہم نظمی مجموعہ ہے جس میں ان کی فکری پختگی، دینی حمیت ملی شعور اور انقلابی حسیت بھرپور انداز میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ اس مجموعہ میں شامل نظمیں محض فنی مشق نہیں بلکہ ایک باشعور مسلمان شاعر کی وہ صدائے احتجاج اور دعوت عمل ہیں جو اپنے عہد کے فکری، سماجی اور تہذیبی مسائل کا گہرا شعور رکھتی ہیں۔ اس مجموعے کا عنوان ہی شاعر کے مزاج اور فکر کی ترجمانی کرتا ہے شمشیر قوت کردار، جرات ایمانی اور حق کے لیے جدوجہد کی علامت ہے جب کہ سناں استقامت پامردی اور باطل کے خلاف مسلسل مزاحمت کا استعارہ ہے ان علامتوں کے ذریعے آپ نے امت مسلمہ کو بیداری، خودی کی بازیافت اور دینی غیرت کا پیغام دیا ہے۔

یہ مجموعہ 1950ء میں حریم ادب سید پور روڈ راولپنڈی سے شائع ہوا۔ اس مجموعہ میں اکیاون (51) نظمیں ہیں جو مختلف موضوعات سے تعلق رکھتی ہیں اس مجموعہ کی چند مشہور نظموں کے عنوان ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں۔ قم باذن اللہ، صور اسرافیل، تلاطم، اذان، یلغار، نوائے جبریل، اے غازی، مرے وطن، مجاہد کی عید، قائد اعظم، مہاجر، حسین، چل کشمیر چل، آج بنگال میں شرارے، شہیدوں کو سلام اور شہادت عظمیٰ ہیں۔ کلیات مظہر میں اس مجموعہ کا حصہ صفحہ 221 تا 323 ہے۔ اس مجموعہ کا دیباچہ حفیظ جالندھری نے تحریر کیا ہے۔

شمشیر وسناں کی نظموں میں اسلامی تاریخ سیرت نبویؐ، صحابہ کرام کے اسوہ جہاد اور ملت اسلامیہ کے عروج و زوال کے پہلو نمایاں طور پر سامنے آتے ہیں۔ آپ نے ایک طرف ماضی کے درخشاں کرداروں کو یاد دلایا ہے تو دوسری طرف عصر حاضر کی کمزوریوں، غلامانہ ذہنیت اور فکری انحطاط پر کڑی تنقید بھی کی ہے۔ فنی اعتبار سے یہ مجموعہ مضبوط اسلوب، خطیبانہ لہجے پر اثر استعارات اور رواں زبان کا حسین امتزاج ہے۔ نظموں میں خطابت کی سی گونج، جذبے کی تپش اور یقین کی حرارت قاری کو متاثر کرتی ہے۔ مظہرؔ نے یہاں اپنے صوفیانہ مزاج اور مجاہدانہ فکر کو ایک مربوط فکری وحدت میں پیش کیا ہے۔ یہ مجموعہ نہ صرف ان کے ادبی مقام کو مستحکم کرتا ہے بلکہ اردو اسلامی و ملی شاعری میں ایک باوقار اضافہ بھی ہے۔ حافظ مظہر الدین مظہرؔ نے اس مجموعے کا انتساب اس مرد مجاہد کے نام کیا ہے جو مشرقی پنجاب کی کسی ویران مسجد میں سب سے پہلی اذان دے گا۔ اس مجموعے کا آغاز علامہ سیماب اکبر آبادی کے شعر سے کیا گیا ہے۔

سب جمع ہوں مسجد کے مناروں سے اذاں دو

ہے وقت عمل قوم کو شمشیر وسناں دو
(8)

اس مجموعہ کا کلام اپنی نوعیت میں خاص ہے۔ یہ ایک چھوٹا مگر بہت اہم مجموعہ کلام ہے اس مجموعہ کے بارے میں حفیظ جالندھری رقم طراز ہیں۔

”مظہر نے یہ اشعار محض واہ واہ کی آواز پیدا کرنے کے لیے نہیں لکھے اس کا نصب العین یہ ہے کہ اس کی ملت جو طاؤس ورباب کی لذتوں میں کھوچکنے کے بعد ایک معجزے کے ذریعے اپنا مقام حاصل کرنے کے لیے قدم اٹھارہی ہے۔ وہ اپنی زندگی کا آغاز طاؤس ورباب سے نہیں بلکہ شمشیر وسناں سے کرے۔ طاؤس ورباب آخر میں خود بخود آتے رہیں گے جیسے زندگی کے بعد موت“۔(9)

حافظ مظہر الدین مظہر کی نظموں کا مجموعہ ”حرب وضرب“ ان کی شاعری نسبتاً کم معروف مگر نہایت اہم اور معنی خیز پہلو کی نمائندگی کرتا ہے یہ مجموعہ اس اعتبار سے منفرد ہے کہ اس میں شاعر نے نعتیہ اور وجدانی شاعری کے ساتھ ساتھ اپنے عہد کے فکری، تہذیبی اور اخلاقی مسائل کو نظم کی ہیت میں پیش کیا ہے۔”حرب و ضرب“ کی نظموں میں حیات انسانی کی کشمکش، حق وباطل کی معرکہ آرائی، ظلم کے خلاف احتجاج اور دین اسلام کی بلندی کا جذبہ نمایاں طور پر جلوہ گر ہے۔ یہ نظمیں فکری، گہرائی، مصنوعی استحکام اور مقصدیت سے بھرپور ہیں۔ یہ مجموعہ 1955ء میں حریم ادب سید پور روڈ راولپنڈی سے شائع ہوا۔ اس مجموعہ میں باسٹھ(62) نظمیں ہیں۔ پیش لفظ نسیم حجازی اور ابتدائیہ خود حافظ مظہر الدین مظہرؔ نے تحریر کیا ہے۔ ذیل میں چند اہم نظموں کے عنوان درج کیے جارہے ہیں۔ روح خلیل، ضرب، المیہ، نیارنگ، شہیدوں کے نام، کشمیر سے، حسین، آزادی کے بعد، بوتراب، اے دوست، وطن کا سپاہی اقبال، اعلان جنگ، قائداعظم اور وزیراعظم ہیں۔ اس مجموعے کا انتساب میجر خورشید انور مرحوم کے نام کیا گیا ہے۔ جو ایک اولوالعزم سپاہی بھی تھے اور حقیقت پسند سیاست دان بھی۔

نسیم حجازی اس مجموعہ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

”مظہر الدین کی شاعری کا ایک دور وہ تھا جب اس کی دنیا ستاروں کے نغموں اور پھولوں کی مسکراہٹوں سے لبریز تھی۔ پھر ایک طوفان آیا اور یہ نغموں ار مسکراہٹوں کی دنیا درہم برہم ہوگئی یہ نوجوان شاعر آگ اور خون کے طوفان سے کھیلتا ہوا پاکستان پہنچا تو اس کے میٹھے اور سہانے نغمے جگر دوز چیخوں میں تبدیل ہوچکے تھے“۔(10)

اس مجموعے میں اسلوب نہایت پر اثر اور خطیبانہ ہے۔ زبان سادہ مگر جاندار اور لہجہ حوصلہ افزا وولولہ انگیز ہے۔ کہیں نظموں میں علت اسلامیہ کی زبوں حالی کا نوحہ ہے تو کہیں اس کے عروج کی نوید، کہیں باطل قوتوں کے خلاف للکار ہے تو کہیں اہل ایمان کے لیے پیغام عمل ”حرب وضرب“ دراصل شاعر کے دل کی وہ صدہے جو اسے ایک حساس مسلمان، صاحب بصیرت عالم اور درد مند مفکر ثابت کرتی ہے یہ مجموعہ نہ صرف ان کے مجموعی شعری سرمائے کو وسعت دیتا ہے بلکہ اُردو نظم میں اسلامی فکر اور ملی شعور کے اظہار کی ایک عمدہ مثال بھی پیش کرتا ہے۔ حافظ مظہر الدین مظہر آپنے اس مجموعہ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

””شمشیر وسناں“ کے بعد ”حرب وضرب“ میری نظموں کا دوسرا مجموعہ ہے۔ مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ان نظموں کی تخلیق میں کون ساجذبہ کار فرما تھا اور یہ میں نے کن حالات میں لکھی ہیں۔ نقاش کا کام صرف نقش گری ہے۔ اپنے فن کی تاریخ بیان کرنا نہیں نغمے کے سوز سے لذت گداز حاصل کرنے والوں میں چند ایسے نفوس بھی ہوئے ہیں جو نغمہ گر کی آواز سے اس کی قلبی کیفیت کا اندازہ لگالیتے ہیں“۔(11)

حافظ مظہر الدین مظہرؔ کا شمار اردو نعتیہ شاعری کے ان مفید اور باوقار شعرا میں ہوتا ہے جن کی شاعری سراپا عقیدت، محبت رسولؐ اور روحانی سرشاری کی آئینہ دار ہے آپ کا نعتیہ مجموعہ ”تجلیات“ فکری اور روحانی سفر کا ایک اہم سنگ میل ہے۔ تجلیات میں شامل نعتیہ کلام رسول اکرمؐ کی ذات اقدس سے والہانہ وابستگی اور ادب واحترام کا حسین امتزاج ہے۔ آپ عقیدت کو محض جذباتی سطح پر نہیں رکھتے بلکہ اسے فکری پختگی، دینی شعور اور ادبی جمالیات کے ساتھ ہم آہنگ کرتے ہیں۔ ”تجلیات“ کی نعتیں قاری کے دل میں اتر کر روح کو منور کرتی ہیں۔ یہ نعتیہ مجموعہ 176 صفحات پر مشتمل ہے جس میں حمد، نعت اور منقبت شامل ہے مجموعہ میں مختلف

عنوانات سے لکھے گئے کلام کی تعداد 100 ہے۔ نذرِ اہلِ بیت کا حصہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ جس میں حضرت علی اور امام حسین کی شان میں کلام لکھے گئے ہیں۔ حضرت عثمان بن علی ہجویری اور بابا فرید سے عقیدت کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔ اس مجموعہ کا پہلا دیباچہ محمد ایوب عفی (مصنف نوائے فردا) ڈپٹی سیکرٹری وزارت مالیات حکومت پاکستان اسلام آباد نے تحریر کیا جس میں لفظ نعت کی تعریف کی گئی ہے۔ دیباچہ دوم حافظ مظہر الدین مظہرؔ کے صاحبزادے اویس احمد مظہرؔ نے تحریر کیا ہے جس میں مظہرؔ کی رسول اکرمؐ سے والہانہ محبت کو بیان کیا گیا ہے۔ کلیات مظہر میں تجلیات کے آغاز میں مظہرؔ کا یہ شعر نقل کیا گیا ہے۔

ہوں مدح خوان نبیؐ خوف آخرت کیا ہے

تجلیات کو میرے کفن میں رکھ دینا

(12)

کلیات مظہر میں یہ نعتیہ مجموعہ صفحہ 445 تا 667 ہے یعنی 222 صفحات پر مشتمل ہے۔ فکری اعتبار سے یہ مجموعہ عشق رسولؐ کو ایمان کی اساس قرار دیتا ہے اور قاری کے دل میں ادب مصطفیٰؐ کو تازہ کرتا ہے۔ یہ نعتیہ مجموعہ نہ صرف مظہرؔ کی نعتیہ شاعری کا نمائندہ مجموعہ ہے بلکہ اُردو نعتیہ ادب میں بھی قابل قدر اضافہ ہے۔ یہ مجموعہ نعت سے شغف رکھنے والے قارئین اور محققین دونوں کے لیے یکساں اہمیت رکھتا ہے۔ مظہرؔ کی فکر کا اندازہ ان اشعار سے لگایا جاسکتا ہے۔

حضورؐ نور ہیں محمود ہیں محمد ہیں

جگہ جگہ نئے عنوان ہیں ثنا کے لیے

انہی کا ذکر ، انہی کا بیاں ، انہی کا نام

ہر ابتدا کے لیے ہے ہر انتہا کے لیے

(13)

"جلوہ گاہ" حافظ مظہر الدین مظہرؔ کے نعتیہ شاعری کا ایک اہم اور قابل قدر ہے اس مجموعہ کا اسلوب نہ خطیبانہ ہے اور نہ تصنع سے بھرپور، بلکہ یہ مجموعہ سچے جذبے اور قلبی صداقت کا آئینہ دار ہے۔ اس مجموعہ کی نعتوں میں مدینہ منورہ سے قلبی وابستگی اور در مصطفیٰؐ سے بے پناہ محبت، شفاعت رسولؐ کی تمنا اور غلامی رسولؐ پر فخر جیسے موضوعات نہایت خلوص اور سادگی کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔ یہ مجموعہ رسول اکرمؐ کی ذات اقدس کو مرکز عقیدت بنا کر تخلیق کیا گیا ہے۔ ہر نعت میں ادب و احترام کی وہ فضا قائم ہے۔ جو نعتیہ شاعری کی اصل روح سمجھی جاتی ہے۔ یہ مجموعہ 1975ء میں حریم ادب، سید پور روڈ راولپنڈی سے شائع کر دیا گیا۔ اس مجموعہ کی طبع دوم 2009ء میں موسیٰ کاظم پریس لاہور کی طرف سے محمد ایوب مصنف نوائے فردا ممبر اور سیکرٹری نے تحریر کیا۔ دوسرا مقدمہ "سجدہ قلم" کے عنوان سے احسان دانش نے تحریر کیا۔ اس مقدمہ میں نعت کی اہمیت، حافظ مظہر الدین مظہرؔ کی خدمات اور خصوصاً آپ کی نعت گوئی کا ذکر کیا گیا ہے۔ نعت گوئی میں آپ کا مقام و مرتبہ اور نعت گوئی کی خصوصیات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ احسان دانش حافظ مظہر الدین مظہرؔ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

> "حافظ مظہر الدین صاحب شاعر بھی ہیں اور ادیب بھی، عالم بھی ہیں اور عامل بھی۔ وہ عشق رسولؐ میں مستغرق ہیں، زبان سے نسبتاً کم اور آنسوؤں سے زیادہ گفتگو کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ تحفہ عجز ایسی شے ہے جو خدا کے یہاں بھی نہیں، اسی لیے ندامت کے آنسو، خوف کا پسینہ اور عجز کا سجدہ یہ سب خُدا کی پسندیدہ، عبادات ہیں اور یہی گریہ محبت رسول مقبولؐ کے دربار میں بھی درجہ قبولیت پاتا ہے"۔(14)

یہ مجموعہ چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے حصہ اول کا عنوان ہے "آرزوئیں" یہ حصہ آپ کے قلبی جذبات اور روحانی تمناؤں کا ترجمان ہے یہاں آپ کی سب سے بڑی تمنا حضور اکرمؐ کی بارگاہ میں حاضری شفاعت کی امید اور غلامی رسولؐ پر استقامت ہے۔ اس حصہ میں آپ مدینہ حاضری کے لیے التجا اور آرزو کرتے نظر آتے ہیں۔ آپ خود کو گنہگار امتی سمجھتے ہوئے در مصطفیٰؐ پر فریاد کناں نظر آتے ہیں۔ اسلوب میں سادگی، جذبے میں خلوص اور فکر میں دینی وقار نمایاں ہے۔ اس حصہ سے یہ اشعار دیکھیں جن میں مظہرؔ مدینہ طیبہ حاضری کی آرزو لیے ہوئے ہیں۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 3, No.2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

دیکھوں گا بہ فیض شاہِ عالم

ھر ذرہ کہ ہے مھر و ماہِ عالم
گزروں گا پھر اس رہ وفا سے
منسوب ہے جو شہِ ھدا سے

(15)

اس مجموعے کا دوسرا حصہ ''آغاز سفر'' ہے، جس میں روحانی ارتقاء اور عملی جدوجہد کا احساس نمایاں ہو جاتا ہے۔ یہاں محض آرزو نہیں بلکہ اس آرزو کو حقیقت میں ڈھالنے کی تمنا اور کوشش کا بیان ملتا ہے۔ یہ حصہ عشق رسولؐ کے سفر کی تمثیل ہے جو خواہش سے حرکت اور جذبے سے عمل کی طرف بڑھتا ہے اس حصے میں امید، حوصلہ اور یقین کی کیفیت غالب ہے۔ درود و سلام کی کثرت اور قلبی بیداری کے مناظر بھی موجود ہیں۔ مظہرؔ کے ان اشعار میں آغاز سفر کا تاثر ملتا ہے۔

کعبے کا سفر سبحان اللہ، یثرب کا سفر سبحان اللہ

اے سوزِ جگر سبحان اللہ، اے دیدہ تر سبحان اللہ
کیفیت دل سبحان اللہ، معراجِ نظر سبحان اللہ
ہر منزل رنگیں صل علیٰ، ہر راھگزر سبحان اللہ

(16)

اس مجموعے کا تیسر حصہ ''حضوری'' روحانی معراج کا درجہ رکھتا ہے۔ یہاں آپ خود کو بارگاہ رسالت میں حاضر محسوس کرتے ہیں۔ یہ حضوری نہ صرف جسمانی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر روحانی ہے۔ جہاں قلب و نظر حضور اکرمؐ کی ذات اقدس سے وابستہ ہو جاتے ہیں۔ اس حصے کی نعتوں میں سرشاری، سکون، یقین اور قربت کی کیفیت نمایاں ہے۔ لہجہ فریادی نہیں بلکہ شکر گزار اور ممنون ہے۔ اس حصے کا آغاز جس نعت سے ہوتا ہے۔ اس میں حضوری کا تاثر نمایاں نظر آتا ہے۔

حرم سید ابرار تک آ پہنچے ہیں

سر زمین فلک آثار تک آ پہنچے ہیں
ہم سیہ کار بھی انوار تک آ پہنچے ہیں
ہم گنہ گار بھی دربار تک آ پہنچے ہیں
رقص کرتے ہوئے سامان سفر باندھا تھا
وجد کرتے ہوئے سرکار تک آ پہنچے ہیں

(17)

اس مجموعے کا چوتھا حصہ ''واپسی'' ہے ''جلوہ گاہ'' کا آخری حصہ در اصل اک روحانی سفر کے اختتام کا استعارہ ہے۔ اس حصہ میں آپ حرمین شریفین کی حاضری کے بعد وطن واپسی کے لمحے، قلبی کیفیات اور روحانی خلش کو نہایت اثر انگیز انداز میں بیان کرتے ہیں۔ یہ حصہ مجموعے کے فکری تسلسل کو مکمل کرتا ہے۔ حرم نبویؐ سے جدائی کا کرب، آنکھوں میں سمٹی ہوئی زیارتوں کی روشنی اور دل میں بسنے والی حضوری کی آرزو اس حصے کے مرکزی موضوعات ہیں۔ آپ اس حقیقت کا اعتراف بھی کرتے ہیں کہ جسم تو وطن لوٹ آیا ہے۔ مگر دل اب بھی مدینہ کی فضا میں معلق ہے۔ غرض یہ ہے کہ ''واپسی'' اس مجموعہ کا فکری و روحانی اختتامیہ ہے جہاں نعتیہ سفر مکمل ہو کر ایک دائمی وابستگی میں ڈھل جاتا ہے۔ مجموعے کا یہ حصہ مجموعے کو معنوی وحدت عطا کرتا ہے۔ اس حصہ سے اشعار دیکھیں کہ واپسی پر مظہرؔ کے جذبات کی کیفیت کیسی تھی۔

میری زندگی کی راہوں میں انھی سے ہے اُجالا

وہ خوشی کے چند لمحے جو تری گلی میں گزرے
اے عرب کے ماہ تاباں! یہی اب تو آرزو ہے
کہ تمام عمر میری تری چاندنی میں گزرے
(18)

"باب جبریل"، حافظ مظہر الدین مظہرؔ کا یہ نعتیہ مجموعہ رسول اکرمؐ سے والہانہ نسبت اور فکری بالیدگی کا آئینہ دار ہے۔اس مجموعے کا عنوان ہی اپنے اندر گہری معنویت رکھتا ہے۔جبریل امین وحی رسالت اور ربانی پیغام کی ذات اقدس تک رسائی کے روحانی دروازے کی حیثیت رکھتا ہے۔باب جبریل میں شامل نعتوں کا بنیادی وصف یہ ہے کہ مظہرؔ سیرت طیبہ کے روحانی، اخلاقی اور تہذیبی پہلوؤں کو نہایت سلیقے اور وقار کے ساتھ پیش کرتا ہے۔رسول اکرمؐ کی ذات اقدس کو مرکز ہدایت منبع نور اور شفیع روز جزا کے طور پر دکھایا گیا ہے۔

باب جبریل میں جبریل امین کی نسبت سے وحی، پیغام حق، معراج، نبوت کی عظمت اور انسانیت کی رہنمائی جیسے موضوعات نمایاں ہیں۔مظہرؔ جبریل کو ایک علامت کے طور پر استعمال کرتے ہوئے یہ واضع کرتا ہے کہ رسالت محمدیؐ ہی وہ سرچشمہ ہے جہاں سے کائنات کو معنی، انسان کو وقار اور زندگی کو سمت میسر آتی ہے۔ "باب جبریل" نے نعتیہ ادب میں علامتی وسعت اور فکری گہرائی کا اضافہ کیا ہے۔ موضوعاتی اعتبار سے اس مجموعے میں درود و سلام، شفاعت، حضوری، معراج، امت سے محبت اور آخرت میں نجات جیسے عناصر کا ذکر بار بار ملتا ہے۔ کلیات مظہرؔ میں اس مجموعے کو صفحہ 925 تا 1104 تک شامل کیا گیا ہے۔اس مجموعہ میں پینسٹھ (65) نعتیں شامل ہیں۔مجموعہ کا آخری حصہ مناقب صحابہ پر مشتمل ہیں۔جس میں شاہ کربلا، ابو بکر صدیق، فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی کا ذکر کیا گیا ہے۔ کلیات مظہرؔ میں یہ مجموعہ 179 صفحات پر مشتمل ہے۔اس مجموعہ کا پیش لفظ پیر نصیر الدین نصیر نے بخوانده کتاب باب جبریل کے عنوان سے تحریر کیا ہے۔باب جبریل کے پیش لفظ میں پیر کرم شاہ الازہری رقم طراز ہیں۔

"ایک وہ زمانہ بھی آیا جب نعت گوئی کا بازار سرد پڑ گیا کوئی سخن ور اس میدان میں طبع آزمائی کو شایان شان ہی نہ سمجھتا تھا۔نعت گوئی کے کسی اچھے شعر کے لیے کان ترس گئے تھے۔ہم اس وقت سے قبلہ حافظ صاحب کا کلام پڑھ رہے ہیں سن رہے ہیں اور دردوسوز کی لذتوں سے فیض یاب ہو رہے ہیں"۔(19)

ارسلان احمد نے کلیات مظہرؔ کو ترتیب دیتے وقت "باب جبریل" کا تعارف حافظ مظہر الدین مظہرؔ کے اس نعتیہ شعر سے کرایا ہے۔

ہے شہہ دیں کی حضوری میں پہنچ کی سبیل
یہ میرا نعت کا دیوان ہے کہ باب جبریل
(20)

"باب جبریل" درحقیقت مدینہ منورہ کا ایک مقدس دروازہ ہے۔مظہرؔ اس مقدس دروازے کی عظمت بیان کرتے ہوئے دراصل رسالت مآب، وحی اور مقام مدینہ تینوں کی حرمت کو یکجا کر دیتے ہیں۔باب جبریل مسجد نبویؐ کا اہم ترین دروازہ ہے جسے جبریل امینؑ کی نسبت حاصل ہے۔مظہرؔ تحریر کرتے ہیں کہ وہ مقدس مقام ہے جسے وحی لانے والے فرشتے کی قربت نصیب ہوئی۔جس مقام کو جبریل امین نے چھوا ہو اس کی عظمت و حرمت کا اندازہ الفاظ میں ممکن نہیں مظہر رقم طراز ہیں۔

دیکھ کر حسن و جمال رخ "باب جبریلؑ
وجد میں آئے نہ کیوں روحِ جناب جبریلؑ
باب جبریلؑ کی کیا شان ہے اللہ اللہ !
بوسہ گاہ لب جبریلؑ ہے باب جبریلؑ
(21)

Vol. 3, No.2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

"میزاب" لغوی اعتبار سے اس مقدس پرنالے کو کہتے ہیں جو بیت اللہ کی چھت سے متصل ہے اور جس سے رحمت کی بارش ٹپکتی ہے اس عنوان کی علامتی حیثیت نہایت بامعنی ہے کیوں کہ اس مجموعے میں شامل نعتیں بھی قاری کے دل پر رحمت، عقیدت اور محبت کی بارش بن کر اترتی ہیں۔ میزاب کی زبان سادہ، رواں اور دل نشیں ہے۔ فکری گہرائی اور معنوی وسعت بھی اس کا نمایاں وصف ہے۔ اشعار میں قرآنی تلمیحات، سیرت نبویؐ کے روشن پہلو اور صوفیانہ وارفتگی کا حسین امتزاج ملتا ہے۔ میزاب، حافظ مظہر الدین مظہرؔ کے نعتیہ سرمائے میں ایک اہم اضافہ ہے۔ یہ مجموعہ نعت کا ذوق رکھنے والوں کے لیے عقیدت و محبت کا ایک بیش قیمت تحفہ ہے۔ یہ مجموعہ اکسٹھ (61) صفحات پر مشتمل ہے جسے حفیظ تائب نے مظہرؔ کے وصال کے بعد 1996ء میں حریم ادب، سید پور روڈ راولپنڈی سے شائع کرایا۔ اس مجموعے کا پیش لفظ میاں اویس احمد مظہر نے تحریر کیا ہے جو صفحہ 11 سے 18 تک ہے۔ اویس مظہر لکھتے ہیں کہ حسان العصر، حافظ محمد مظہر الدین کی شاعری آفاقی نغمہ ہے۔ روح کی پکار ہے۔ آپ کی شاعری میں ایسے ایسے الفاظ ملتے ہیں کہ پڑھنے والوں کے لیے نئی نئی راہیں کھل جاتی ہیں۔ میاں اویس احمد مظہرؔ پیش لفظ میں رقم طراز ہیں۔

"اسیران جمال محمدیؐ میں انبیاء کا ایک قافلہ جو ختم نبوت کے ساتھ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوا تو دوسرا ایک طویل سلسلہ حضرت کعب بن زہیر، حسان بن ثابت، جامی، رومی، سعدی، حافظ، خسرو، احمد رضا، حسن رضا، بیدم، حافظ مظہر الدین اور پھر حشر کے میدان تک یعنی ازل سے ابد تک ممدوح رب العالمین کی مدحت کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری و ساری ہے۔ (22)

اس مجموعے کا دیباچہ دوم صفحہ 19 تا 20 ہے جسے جناب تائب نے تحریر کیا ہے اس دیباچہ میں حفیظ تائب بتاتے ہیں کہ حافظ صاحب کو نظم و نثر پر یکساں قدرت حاصل تھی اور آپ کی بیشتر تخلیقی صلاحیتیں دین و قوم کی خدمت کے لیے صرف ہوئیں۔ حفیظ تائب رقم طراز ہیں۔

"بیسویں صدی کے نصف ثانی میں نعت گوئی کا جو چرچا ہوا ہے اس میں حضرت حافظ مظہر الدین کا نمایاں حصہ ہے۔ عشق و مستی اور ادب و ہوش کے امتزاج نے ان کی نعت کو وہ منفرد لہجہ عطا کیا جو ذہن و دل کو بیک وقت متاثر کرتا ہے ان کے لہجے کی کھنک اور کسک کی بدولت اردو نعت خواص و عام میں مقبول ہوئی اور دور حاضر میں سب سے بڑا موضوع سخن ٹھہری"۔ (23)

اس مجموعہ میں ستائیس نعتیں شامل ہیں۔ مظہر کا یہ عقیدہ ہے کہ کائنات کی ہر روشنی، ہر جمال اور ہر حسن حضورؐ کے نور ہدایت کا پرتو ہے آسمان کے روشن چراغ یعنی سورج اور چاند جن جلوؤں اور نورانیت کے ساتھ جگمگا رہے ہیں ان کی اصل نسبت بھی رسول اکرمؐ ہی سے ہے۔ دراصل رسول اکرمؐ ہی مرکز ہدایت اور واسطہ ظہور ہدایت ہیں۔ مظہر رقم طراز ہیں۔

یہ مہر و ماہ کے جلوؤں میں نور تجھ سے ہے
خدا کی شان کا سارا ظہور تجھ سے ہے

یہ عرش و فرش یہ پست و بلند و موجودات
تمام سلسلہ رنگ و نور تجھ سے ہے
(24)

حافظ مظہر الدین مظہر روزنامہ کوہستان میں اسلامی و فکری کالم نگار کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ نے نشان راہ کے عنوان سے اسلامی، فکری و رہنمائی کالمز لکھے جن کو بعد میں کتابی شکل دے دی گئی۔ آپ نے اپنی تحریروں کے ذریعے ایمان کی جو مشعلیں فروزاں کی ہیں "نشان راہ" انہی ضیاؤں کا حسین و دلاویز مجموعہ ہے۔ آپ کے مجموعے "جلوہ گاہ" کے اختتام پر نشان راہ کے بارے میں تحریر کیا گیا ہے۔

"طور، ایمن، مکہ، مدینہ، کربلا اور نجف حسن و عشق کے مختلف عنوانات میں مصنف نے اپنے خون دل سے رنگ بھرا ہے۔ آنسوؤں کی زبان میں یہ کہانی بیان کی گئی ہے" (25)

جناب حفیظ تائب بھی نعتیہ مجموعہ میزاب کے دیباچہ میں "نشان راہ" کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

”حضرت حافظ صاحب کو نظم و نثر پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ ان کی بیشتر تخلیقی صلاحتیں دین و قوم کی خدمت کے لیے صرف ہوئیں۔ پہلے پہل جرجی زیدان کے ایک ناول کا اردو ترجمہ "وادی نیل" کے نام سے کیا۔ پھر نشان راہ کے عنوان سے روزنامہ کوہستان میں مستقل طور ایمان فروز کالم لکھتے رہے یہ کالم دو کتابوں نشان راہ حصہ اول اور دوم کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔“(26)

آپ کے نعتیہ مجموعہ تجلیات کے آخر میں نشان راہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

”نشاں راہ کو جادہ بھی کہا گیا ہے اور منزل بھی عشق کی داستان بھی اور حسن کا فسانہ بھی“۔(27)

”خاتم المرسلین“ اس کتاب کا مرکزی محور عقیدہ ختم نبوت ہے۔ حافظ مظہر الدین مظہرؔ قرآن کریم، احادیث نبویہ اور مستند تاریخی ماخذ کی روشنی میں واضع کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ اللہ تعالی کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا تصور اسلامی عقیدے سے متصادم ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے فتنہ انکار ختم بنوت کا مدلل، متوازن اور شائستہ اسلوب میں رد کیا ہے۔ یہ تصنیف بالخصوص طلبہ دینیہ، سیرت کے محققین اور عام قارئین کے لیے یکساں طور پر مفید ہے۔ یہ مجموعہ آپ کی علمی دیانت، دینی بصیرت اور رسول اکرمؐ سے والہانہ محبت کی روشن مثال ہے۔ یہ تصنیف رسول اکرمؐ کی حیات مبارکہ اوصاف حمیدہ اور منصب رسالت کو علمی استناد، ادبی شائستگی اور قلبی محبت کے ساتھ پیش کرتی ہے۔ حفیظ تائب ماہنامہ ضیائے حرم لاہور میں اپنے تحریر کردہ مضمون میں اس تصنیف کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

”نثر میں ان کی ایک کتاب خاتم المرسلین بھی بتائی جاتی ہے شاعری کا آغاز قومی نظموں سے کیا۔ ان کی نظموں کے دو مجموعے شمشیر وسناں اور حرب وضرب چھپ چکے ہیں۔ کوہستاں کی بندش کے بعد انہوں نے اپنی تمام تخلیقی قوتیں نعت گوئی کے لیے وقف کر دیں“۔(28)

”وادی نیل“ مشہور عرب ادیب اور مورخ جرجی زیدان کے تاریخی ناول وادی نیل کا اردو ترجمہ ہے۔ جسے نامور ادیب اور نعت گو شاعر حافظ مظہر الدین مظہرؔ نے نہایت سلیقے اور ادبی مہارت کے ساتھ اردو قالب میں ڈھالا۔ جرجی زیدان کا یہ ناول قدیم مصر کی تہذیب، سیاسی کشمکش، معاشرتی زندگی اور فکری ارتقاء کی عکاسی کرتا ہے۔ اس ناول میں وادی نیل کی تمدنی عظمت، وہاں کے رسم ورواج، اقتدار کی رسہ کشی اور انسانی جذبات کو تاریخی پس منظر میں پیش کیا گیا ہے۔ ناول کی خاص بات یہ ہے کہ تاریخ کو خشک انداز میں بیان کرنے کی بجائے اسے افسانوی اسلوب میں دلچسپ اور بامعنٰی بنایا گیا ہے۔ یہ ترجمہ محض لفظی نہیں بلکہ ادبی اور مفہومی ہے۔ عربی اسلوب کی روانی کو اردو میں برقرار رکھا۔ اردو قاری اس ناول کا ترجمہ نہیں بلکہ ایک مکمل اردو تاریخی ناول کے طور پر پڑھتا ہے۔ یہ ترجمہ اردو میں تاریخی ناول نگاری کے ذخیرے میں اہم اضافہ ہے تاریخ، ادب اور تہذیب تینوں سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ مفید کتاب ہے۔ حفیظ تائب ماہنامہ ضیائے حرم لاہور میں اپنے تحریر کردہ مضمون میں اس ناول کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

”حافظ صاحب کو نظم و نثر پر یکساں قدرت حاصل تھی ان کی بیشتر تخلیقی صلاحیتیں دین و قوم کی خدمت کے لیے صرف ہوئیں۔ پہلے پہل جرجی زیدان کے ایک ناول کا اردو ترجمہ ”وادی نیل“ کے نام سے کیا پھر نشان راہ کے عنوان سے روزنامہ کوہستان میں مستقل طور پر ایمان افروز کالم لکھتے رہے“۔(29)

حافظ مظہر الدین مظہر اردو نعتیہ ادب کی ایک عظیم اور باوقار شخصیت تھے۔ ان کی پوری زندگی عشق رسولؐ، دینی فکر اور روحانی اقدار کے فروغ میں گزری۔ وہ صرف ایک نعت گو شاعر ہی نہیں بلکہ بلند پایہ ادیب، کالم نگار اور مفکر بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی صلاحیتوں سے نوازا تھا کہ انہوں نے اپنی قلمی زندگی کو نعتِ رسولؐ کے لیے وقف کر دیا۔ ان کی شاعری میں عقیدت، محبت، سوز و گداز اور روحانیت نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا شمار اردو نعت کے اہم اور معتبر شعراء میں کیا جاتا ہے۔ انہوں نے صحافت اور کالم نگاری کے میدان میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ روزنامہ ”کوہستان“ میں ان کے فکری اور علمی کالم بہت مقبول ہوئے۔ ان تحریروں کے ذریعے انہوں نے الحاد اور بے دینی کے خلاف آواز بلند کی اور اسلامی اقدار کو عام کیا۔ اسی طرح ان کے قومی ترانے بھی عوام میں بے حد مقبول ہوئے۔ ان کی نثر میں بھی وہی تاثیر اور محبت ملتی ہے جو ان کی نعتیہ شاعری کا خاصہ ہے۔ حافظ مظہر الدین کی شخصیت ہمہ جہت تھی، مگر ان کی سب سے بڑی پہچان نعت

گوئی ہی رہی۔ انہوں نے زندگی بھر نعت کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور عشقِ رسول ؐ کو اپنی زندگی کا محور بنایا۔ ان کی نعتیں آج بھی عقیدت و محبت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ اردو نعت کی روایت میں ان کا مقام نہایت بلند اور منفرد ہے، کیونکہ انہوں نے نعت کو صرف شاعری نہیں بلکہ روحانی پیغام اور ایمان افروز تجربہ بنا دیا۔

حافظ مظہر الدین کی شخصیت کا ایک اہم پہلو ان کا روحانی پس منظر ہے۔ وہ ایک ایسے خانوادے سے تعلق رکھتے تھے جہاں تصوف، عشقِ رسول ؐ اور دینی اقدار کو بنیادی اہمیت حاصل تھی۔ حضرت نواب دین اور حضرت سراج الحق سے روحانی وابستگی نے ان کی فکری اور تخلیقی شخصیت کو گہرے اثرات سے ہمکنار کیا۔ یہی روحانی تربیت ان کی نعتیہ شاعری میں داخلی سوز، قلبی وارفتگی اور ادبِ رسالت ؐ کی صورت میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ ان کے ہاں نعت رسمی مدح نہیں بلکہ ایک زندہ روحانی تجربہ بن کر سامنے آتی ہے۔ وہ حضور اکرم ؐ سے اپنی وابستگی کو محض عقیدت کے اظہار تک محدود نہیں رکھتے بلکہ اسے حیات و کائنات کے مرکزِ نور کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ فنی اعتبار سے حافظ مظہر الدین ایک صاحبِ اسلوب شاعر تھے۔ ان کے کلام میں تقلید کے بجائے انفرادیت نمایاں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری پر کسی دوسرے شاعر کا رنگ غالب نظر نہیں آتا بلکہ بعد کے متعدد شعرا ان کے اسلوب سے متاثر دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے اشعار میں سادگی اور تاثیر کا وہ امتزاج موجود ہے جو اعلیٰ نعتیہ شاعری کا خاص وصف سمجھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ان کا یہ شعر:

راہِ نبی میں غیر پہ تکیہ حرام ہے
اے عشق آ کہ بے سر و ساماں سفر کریں
(30)

محض جذبے کا اظہار نہیں بلکہ عشقِ رسول ؐ کے فلسفۂ سپردگی اور توکل کی بھرپور ترجمانی کرتا ہے۔ اسی طرح:

چومیں ہر ایک ذرّۂ راہِ رسول کو
سجدے قدم قدم پہ سرِ رہگزر کریں
(31)

میں عشقِ مصطفیٰ ؐ کی وارفتگی اپنے عروج پر دکھائی دیتی ہے۔ ان اشعار میں نہ صرف فنی لطافت موجود ہے بلکہ ایک داخلی روحانی کیفیت بھی قاری کے احساسات کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ حافظ مظہر الدین کی نعتیہ شاعری کی ایک بڑی خصوصیت اس کی عوامی مقبولیت بھی ہے۔ بہت کم شعرا ایسے ہوتے ہیں جن کا کلام ان کی زندگی ہی میں زبان زدِ عام ہو جائے۔ ان کے متعدد اشعار عوام، نعت خواں حضرات اور مقررین کی زبان پر جاری رہے۔ ان کے اشعار محافلِ نعت، دینی اجتماعات اور خطابات میں اس کثرت سے پڑھے گئے کہ بعض اوقات سامعین کو شاعر کے نام کا بھی علم نہ ہوتا، مگر اشعار دلوں میں گھر کر چکے ہوتے تھے۔ یہ کسی بھی شاعر کی فنی عظمت اور اثر آفرینی کا واضح ثبوت ہے کہ اس کا کلام اس کی ذات سے آگے بڑھ کر اجتماعی شعور کا حصہ بن جائے۔ ان کی نعتیہ شاعری میں فکری اور روحانی عناصر کے ساتھ ساتھ ادبی جمالیات بھی پوری قوت کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کے ہاں لفظیات کا انتخاب، تراکیب کی لطافت، استعاراتی حسن اور جذبے کی شدت ایک متوازن صورت میں سامنے آتی ہے۔ ان کی شاعری نہ تو محض جذباتیت کا شکار ہوتی ہے اور نہ ہی تصنع اور مبالغے کی نذر ہوتی ہے بلکہ ایک مہذب اور باوقار عشق کی نمائندہ دکھائی دیتی ہے۔ یہی اعتدال اور فنی توازن ان کے کلام کو دیگر نعت گو شعرا سے ممتاز کرتا ہے۔

ان کی نعتیہ شاعری کا ایک اہم پہلو حرمِ نبوی ؐ سے والہانہ وابستگی ہے۔ مدینہ ان کے لیے محض ایک مقدس مقام نہیں بلکہ مرکزِ عشق و عرفان ہے۔ یہی کیفیت ان کی معروف نعت "اے سارباں آہستہ چل" میں اپنے عروج پر دکھائی دیتی ہے۔ اس نظم میں مظہر نے بارگاہِ رسالت ؐ کے تقدس کو جس فنی مہارت اور روحانی سوز کے ساتھ پیش کیا ہے، وہ اردو نعتیہ ادب میں کم نظیر ہے۔ اگرچہ "آہستہ چلنے" کی علامت اردو و فارسی شاعری میں پہلے بھی موجود رہی ہے، تاہم حافظ مظہر الدین نے اسے ادبِ مصطفیٰ ؐ اور شوقِ زیارت کے باطنی اضطراب کے ساتھ اس طرح ہم آہنگ کیا کہ یہ ان کے اسلوب کی شناخت بن گئی۔

ادھر بھی کوئی ابر رحمت کا چھینٹا ادھر بھی نظر بے سہاروں کے والی
نگاہوں میں ہے تیری بخشش کا عالم کھڑے میں ترے در تیرے والی

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 3, No.2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN:3006-6921

کبھی اک زمانے میں تھی وجہ نازش تیرے نام لیواؤں کی شان عالی
مگر اب تو ہے عبرتوں کا فسانہ ہم اہل مصیبت کی آشفتہ حالی

(32)

حافظ مظہر الدین مظہر کی نعتیہ شاعری کا امتیاز صرف اس کے جذباتی وفوریا عشق رسولؐ کی شدت میں نہیں بلکہ اس فکری اور فنی وقار میں بھی مضمر ہے جس نے ان کے کلام کو قبولِ عام کی سند عطا کی۔ ان کے اشعار میں جو تاثیر، سوز اور روحانی کشش پائی جاتی ہے، وہ محض شعری صناعی کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک ایسے قلبِ سلیم کی عطا ہے جو محبتِ مصطفیٰؐ سے سرشار ہو۔ یہی سبب ہے کہ ان کا کلام خواص کے علمی ذوق اور عوام کے ایمانی احساس، دونوں کو یکساں طور پر متاثر کرتا ہے۔ ان کی نعتوں میں عقیدت رسمی مدح سے بلند ہو کر ایک زندہ روحانی تجربے کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری نے بجا طور پر اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ نعت گوئی میں اصل اہمیت جذبۂ عشق کی ہوتی ہے۔ مظہر کے قلب میں جس قدر عشقِ رسولؐ کی حرارت ہوگی، اسی نسبت سے ان کے کلام میں تاثیر اور قبولیت پیدا ہوگی۔ حافظ مظہر الدین کا کلام اسی داخلی سوز اور ایمانی وارفتگی کا مظہر ہے۔ ان کی نعتوں میں عشق ایک شعوری کیفیت کے طور پر جلوہ گر ہوتا ہے، اس لیے ان کے اشعار قاری کو محض جمالیاتی لطف نہیں دیتے بلکہ اس کے روحانی احساس کو بھی بیدار کرتے ہیں۔ احسان دانش جیسے عظیم شاعر اور نقاد کا یہ اعتراف کہ "حافظ مظہر الدین کی ایک ایک نعت پر دفتر لکھا جا سکتا ہے" دراصل ان کے فنی اور فکری مقام کا واضح اعتراف ہے۔ یہ رائے اس حقیقت کی غماز ہے کہ ان کی نعتیہ شاعری محض سطحی جذباتیت پر مبنی نہیں بلکہ معنوی گہرائی، فکری لطافت اور شعری پختگی کی حامل ہے۔ احسان دانش نے "مشک آنست کہ خود ببوید" کا حوالہ دے کر یہ واضح کیا کہ حافظ مظہر الدین کا کلام اپنی داخلی قوت اور شعری حسن کے باعث خود اپنی عظمت کا ثبوت ہے، اسے خارجی توصیف کی ضرورت نہیں۔ حافظ مظہر الدین کی نعتیہ شاعری میں حرمِ نبویؐ سے قلبی وابستگی نہایت شدت کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ ان کے اشعار میں بارگاہِ رسالت تک رسائی کو زندگی کی سب سے بڑی سعادت تصور کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر:

ہمیشہ مدحت خیر الانام میں میں گزرے
دعا ہے عمر درود و سلام میں گزرے

دیار سید عالی مقام میں گزرے
رہ مدینہ و بیت الحرام میں گزرے

نفس نفس ترا ذکر جمیل ہو لب پر
نفس نفس مرا کیف تمام میں گزرے

(33)

حافظ مظہر الدین مظہر کی نعتیہ خدمات کا ایک نہایت اہم اور تاریخی پہلو یہ ہے کہ انہوں نے ایسے عہد میں نعت گوئی کو وقار، وسعت اور ادبی قبولیت عطا کی جب اردو ادب میں نعت کو وہ مقام حاصل نہ تھا جو غزل یا دیگر اصنافِ سخن کو حاصل تھا۔ اس دور میں نعت گوئی کو محدود دائرۂ اظہار سمجھا جاتا تھا اور ادبی جرائد میں نعت کی اشاعت بھی آسان نہ تھی۔ ایسے ماحول میں حافظ مظہر الدین نے نہ صرف نعت کو اپنے تخلیقی اظہار کا مرکز بنایا بلکہ اسے ادبی وقار اور فکری اہمیت بھی عطا کی۔ ان کی شخصیت اور فن نے نعت کو محض مذہبی عقیدت کی صنف کے بجائے ایک سنجیدہ ادبی روایت کے طور پر منوانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ روزنامہ "کوہستان" سے وابستگی نے انہیں وسیع ادبی حلقوں تک رسائی دی، مگر ان کی اصل قوت ان کا وہ فنی مقام تھا جس نے ان کے کلام کو غیر معمولی پذیرائی بخشی۔ ان کی نعتیں جب اخبارات و جرائد میں شائع ہوئیں تو اس سے نعت گو شعرا کی حوصلہ افزائی ہوئی اور نعت گوئی کی ایک نئی فضا قائم ہوئی۔ یوں حافظ مظہر الدین کی ذات ایک فرد سے بڑھ کر ایک ادبی تحریک کی صورت اختیار کر گئی۔ ان کے اثرات نے نعتیہ شاعری کو عوامی اور ادبی دونوں سطحوں پر نئی توانائی عطا کی، اور نعت کی وہ روایت، جو محدود دائرے میں سمٹتی محسوس ہوتی تھی، دوبارہ پوری آب و تاب کے ساتھ ابھر آئی۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 3, No.2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ان کی نعتیہ شاعری کی مقبولیت کا بنیادی سبب ان کے جذبۂ عشق کی صداقت تھی۔ ان کے ہاں نعت کسی مصنوعی ریاضت یا شعوری تکلف کا نتیجہ نہیں بلکہ قلبی واردات کی فطری نمود تھی۔ اسی لیے ان کے متعلق کہا گیا کہ "ادھر قلم اٹھایا اور نعت ہو گئی"۔ یہ بدیہہ گوئی دراصل ان کے باطنی انہماک اور عشقِ رسول ﷺ کی مسلسل حضوری کی علامت ہے۔ ان کے اشعار میں جو سوز، روانی اور تاثیر محسوس ہوتی ہے، وہ اسی داخلی کیفیت کی دین ہے۔ ان کے نزدیک نعت گوئی محض سخن آفرینی نہ تھی بلکہ اپنے روحانی احساسات کو زبان دینے کا ایک مقدس وسیلہ تھی۔ حافظ مظہر الدین کی شخصیت کا ایک نمایاں پہلو ان کی روحانی اور صوفیانہ طبیعت بھی تھی۔ وہ تصوف اور محبتِ رسول ﷺ کی محفلوں کو محض رسمی اجتماعات نہیں بننے دیتے تھے بلکہ اپنی گفتگو، اندازِ بیان اور خوش مزاجی سے انہیں زندگی اور حرارت عطا کر دیتے تھے۔ ان کی شخصیت میں سنجیدگی اور شگفتگی کا حسین امتزاج موجود تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی محفلیں محض علمی نشستیں نہ رہتیں بلکہ روحانی تاثیر اور قلبی تازگی کا ذریعہ بن جاتیں۔ ان کی گفتگو اور نعت خوانی سامعین کے اندر عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی نئی کیفیت پیدا کر دیتی تھی۔ ان کے فن کا سب سے اہم وصف یہ ہے کہ ان کی شاعری میں عشق اور فن ایک دوسرے میں اس طرح مدغم ہو جاتے ہیں کہ شعر محض فنی اظہار نہیں رہتا بلکہ جذبۂ محبت کی زندہ علامت بن جاتا ہے۔

ہم نے سنا تھا ایک دن سدرہ نشین طیور سے
حسن ہے تیرے نور سے عشق ہے تیرے نور سے

(34)

خلاصتاً کہا جا سکتا ہے کہ یہ تنقیدی تحریر حافظ مظہر الدین کی نعتیہ شاعری کو ایک ایسے فکری اور روحانی نظام کے طور پر پیش کرتی ہے جس میں عشقِ رسول ﷺ، تصوف، عاجزی، کائناتی شعور اور تاریخی تسلسل سب ایک وحدت میں ڈھل جاتے ہیں۔ ان کی شاعری محض لفظی حسن نہیں بلکہ ایک ایسی روحانی متاع ہے جو قاری کے باطن کو بدل دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خالد احمد جیسے نقاد ان کے کلام کو "متاعِ ہنر" کہہ کر داد دیتے ہیں۔

حوالہ جات

1۔ سرور حسین نقشبندی، مدحت، شمارہ نمبر 2 جون تا ستمبر، طہ پبلی کیشنز، لاہور، 2010ء، ص:174-174
2۔ ایضاً، ص:148-147
3۔ مظہر الدین مظہر، حافظ، میزاب، حریم ادب، سید پور روڈ، راولپنڈی، 1994ء، ص:30
4۔ سرور حسین نقشبندی، مدحت، ص:191
5۔ مظہر الدین مظہر، حافظ، تجلیات، حریم ادب سید پور روڈ، راولپنڈی، 1949ء، ص:72-71
6۔ مظہر الدین مظہر، حافظ، کلیات مظہر، ارفع پبلشرز، بی سمیع سینٹر غزنی سٹریٹ 38۔ اُردو بازار، لاہور، 2013ء، ص:48
7۔ ایضاً، ص:119
8۔ ایضاً، ص:319
9۔ ایضاً، ص:221
10۔ ایضاً، ص:324
11۔ ایضاً، ص:325
12۔ ایضاً، ص:444
13۔ مظہر الدین مظہر، حافظ، تجلیات، ص:33
14۔ مظہر الدین مظہر، حافظ، جلوہ گاہ، طبع دوم، موسیٰ کاظم پریس، لاہور، 2009ء، ص:7
15۔ ایضاً، ص:30
16۔ ایضاً، ص:49

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 3, No.2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN:3006-6921

17۔ ایضاً،ص:127

18۔ ایضاً،ص:186

19۔ مظہر الدین مظہر،حافظ،کلیات مظہر،ص:33

20۔ ایضاً،ص:924

21۔ ایضاً،ص:938

22۔ مظہر الدین مظہر،حافظ،میزاب،ص:14

23۔ ایضاً،ص:19

24۔ ایضاً،ص:35

25۔ مظہر الدین مظہر،جلوہ گاہ،ص:223

26۔ مظہر الدین مظہر،حافظ،میزاب،ص:19

27۔ مظہر الدین مظہر،حافظ،تجلیات،ص:177

28۔ مظہر الدین مظہر،حافظ،کلیات مظہر،ص:1109-1110

29۔ ایضاً،ص:1109

30۔ مظہر الدین مظہر،حافظ،تجلیات،ص:10

31۔ ایضاً،ص:10

32۔ ایضاً،ص:16

33۔ ایضاً،ص:40

34۔ ایضاً،ص:48